شہیدۂ حجاب مروا الشربنی کا جرمن عدالت میں بہیمانہ قتل

ثنا خوانِ ''تہذیبِ مغرب'' کہاں ہیں؟

انجینئر توحید الرحمٰن

خوانندگانِ کرام! اس پہ تعجب کیسا کہ اس خونچکاں واقعے کے بارے بہت سے لوگ ابھی تک بے خبر ہیں جو ماہِ جولائی کی یکم تاریخ کو پیش آیا، کہ جس میں ایک انتہا پسند (اگر امریکی ٹکسال میں ڈھالی گئی اس اصطلاح کا اطلاق ایک غیر مسلم پر بھی ہوسکتا ہو) نے ۳۲ سالہ مصری خاتون کو محض مسلمان ہونے اور سر پر سکارف اوڑھنے کے جرم میں المانوی ایوانِ عدل میں خنجر کے پے در پے وار کر کے شہید کر دیا۔ مسلمانوں کو برداشت اور اعتدال کا بھاشن دینے والی، انسانی حقوق کی علمبردار اور جمہوری اقدار کی چیمپیئن مغربی دنیا نے اس واقعے کی کوریج کو جب لائقِ اعتنا ہی نہ سمجھا ہو تو ہمارے میڈیا کے تجاہلِ عارفانہ پر حیرت کا کیا مقام۔ بازار سے میٹھے خربوزوں کی عدم دستیابی کی ٹینشن کو عوام سے شیئر کرنے والے کالم نگاروں نے اس کو اگر اپنے کالم میں جگہ نہیں دی تو اس پر ہم اور آپ انگشت بدنداں کیوں۔ مغرب کی سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کو معراجِ انسانیت سمجھنے والے اور اپنے ملک میں پریشر لگا گوشت بیچنے پر پوری قوم کو بلا استثنا بدعنوان قرار دینے والے سوڈو انٹیلیکچوئلز اور ذہنی غلاموں نے اس واقعے کی مذمت نہیں کی تو حیرانی کاہے کو۔ نیوز چینل کے اینکر پرسنز اور ان کے ٹاک شوز کے روحِ رواں بزعمِ خویش دانشوروں نے جو وطنِ عزیز میں پیش آنے والے واقعات و حادثات کے اسباب و علل اور نتائج و عواقب پر ہر ہر زاویے سے روشنی ڈالنے پر یدِ طولیٰ رکھتے ہیں، نے اس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہ کیا ہو، تو اس میں اچنبھے کی کیا بات کہ آخر یہ ظلم تیسری دنیا کے کسی ''شدت پسند ملک'' میں سترہ سالہ لڑکی پر متنازعہ طور پر کوڑے برسانے کا تو نہیں۔ جب اس کی کوئی ویڈیو فٹیج گاہے گاہے نشر نہ کی گئی ہو کہ جس کو دیکھ کر لوگ باگ اپنی بیٹھکوں میں صبح شام اس کا تذکرہ کریں، تو اس تغافل پر استعجاب چہ معنی دارد۔ مغرب کے درخشندہ فلزات پر پلنے والی انسانی حقوق اور حقوقِ نسواں کی تنظیموں نے اگر سڑکوں پر آ کر آسمان سر پر نہیں اُٹھایا تو اس میں عجب کیا کہ یہ معاملہ صنفِ نازک کے میراتھن دوڑ میں شرکت کا بھی نہیں۔ یہ معاملہ تو امتِ مسلمہ کی ایک بیٹی کا ہے جس کے بہیمانہ قتل کو رپورٹ کرنا ہم اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں، تا کہ مغرب کی SELF CENTERED جمہوریت کا اندروں بے نقاب کرنے میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔

''شہیدۃ الحجاب'' کا خطاب پانے والی مروا الشربینی کا تعلق مصر کے شہر اسکندریہ سے تھا۔ وہ 2003ء سے اپنے رفیقِ زندگی علوی عکاظ کے ہمراہ جرمنی میں مقیم تھی اور یہاں ڈریسڈن شہر میں بطور فارماسسٹ ایک کمپنی میں کام کرتی تھی جبکہ عکاظ مصر کی جامعہ المنوفیہ میں لیکچرار تھا اور یہاں مالیکیولر سیل بیالوجی اور جینیٹکس میں پی ایچ ڈی کر رہا تھا، جواب تکمیلی مراحل میں تھی۔ اس اندوہناک کہانی کا آغاز اگست 2008ء میں ایک مقامی پارک سے ہوا، جہاں مروا اپنے دو سالہ بیٹے کو سیر کرانے گئی تھی۔ یہاں ایگزل ڈبلیو نامی شخص مروا کو حجاب میں دیکھ کر گالیاں بکنے لگا۔ اس نے مروا کو نہ صرف دہشت گرد، کتیا اور اسلامی فاحشہ کہا بلکہ اس عفت مآب کے سر سے سکارف نوچنے کی جسارت بھی کی۔ مروا نے اس پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا۔ عدالت میں ایگزل نے مروا کو یہ کہہ کر ''تمہیں جینے کا کوئی حق نہیں'' اپنے جرم کی خود ہی تصدیق کر دی جس پر عدالت نے اسے 780 یورو جرمانہ کیا۔ بعد ازاں اس نے اس فیصلے کے خلاف اپیل کر دی۔ چنانچہ یکم جولائی کو عدالت کے ایما پر مروا جو اس وقت تین ماہ کی حاملہ تھی، اپنے خاوند اور تین سالہ بیٹے مصطفیٰ کے ساتھ عدالت میں موجود تھی۔ یہاں دورانِ کاروائی ایگزل نے اچانک مروا پر خنجر سے حملہ کر دیا اور اس پر یکے بعد دیگرے اٹھارہ وار کیے، جس سے وہ موقع پر ہی دم توڑ گئی۔ عکاظ جب مروا کو بچانے کیلئے آگے بڑھا، تو اس شقی نے اس کو بھی خنجر سے زخمی کر دیا۔ ستم بالائے ستم سیکیورٹی اہلکار نے عکاظ ہی کی ٹانگوں پر گولیاں چلا دیں کہ ایں حضرت اسی کو ہی حملہ آور سمجھ بیٹھے تھے۔ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا۔ اپنے ماں باپ کے جسموں سے خون کے فوارے چھوٹنے کا یہ منظر تین سالہ مصطفیٰ کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا۔

قارئین آپ نے نوٹ کیا ہوگا جب بھی مغرب یا امریکہ میں اس نوعیت کا واقعہ رونما ہوتا ہے تو وہاں کا میڈیا دنیا کی توجہ قاتل کی ذہنی اُلجھنوں اور دیگر نفسیاتی محرکات کی طرف مبذول کرا کے اپنے معاشرے کی شدت پسندی کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس مرتبہ بھی ایگزل ڈبلیو کے ساتھ UNEMPLOYED اور XENOPHOBIC کے لاحقے لگا کر دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ یہ ایک شخص کا انفرادی فعل تھا۔ لیکن کیا اگر اس طرح کا واقعہ مسلمان ملک میں ایک مسلمان کے ہاتھوں کسی غیر مسلم کے ساتھ پیش آتا تو مغرب کا یہی رویہ ہوتا؟ یورپ اور امریکہ اپنے باشندوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو تو اپنے فوجداری قوانین کے مطابق ڈیل کرتے ہیں مگر مسلم دنیا میں رونما ہونے والے اس نوعیت کے واقعات کے ڈانڈے بین الاقوامی دہشت گردی سے ملاتے ہیں اور یوں ''گلوبل وار آن ٹیرر'' کی آگ کو مزید پھونکتے ہیں۔ عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزیِ افرنگ۔

جرمنی میں بحث اس پر نہیں ہو رہی کہ مسلمانوں کے خلاف بڑھتی ہوئی منافرت کا سدِ باب کس طرح کیا جائے بلکہ وہاں تشویش کا پہلو تو عدالتوں کی سیکیورٹی ٹھہرا ہے۔ آزادیٔ اظہار، آزادیٔ فکر و عمل، حقوقِ نسواں کا راگ الاپنے والی

''مہذب دنیا'' میں جہاں عریانی پر تو کوئی پابندی نہیں کہ ایسی ممانعت فرد کی آزادی پر حملہ ہے، البتہ اپنی مرضی سے سکارف پہننے والی مسلم خواتین کو یا تو OPPRESSED قرار دیا جاتا ہے یا اس پر سرے سے پابندی لگا دی جاتی ہے کہ سکارف ایک مذہبی علامت ہے جس سے سٹیٹ کے سیکولر مزاج کو زد پہنچتی ہے۔ حالانکہ وہ یہ خوب جانتے ہیں کہ حجاب، گلے میں صلیب یا ستارۂ داؤدی لٹکانے کی طرح مذہبی علامت نہیں بلکہ ایک مسلم عورت کا دینی فریضہ ہے۔ کوئی مسلمان عورت حجاب کو بطور مذہبی علامت نہیں بلکہ قرآن مجید میں ارشاد کردہ حکمِ خداوندی کی تعمیل میں اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کے لئے پہنتی ہے۔ اگر مذہب کو ایک طرف رکھ کر بھی دیکھا جائے تو بدن پر ''ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے'' طرز کا لباس پہننے کی طرح سر پر سکارف اوڑھنا بھی ایک فرد کا انتخابی فعل ہے جس پر قدغن DISCRIMINATION کے زمرے میں آتی ہے جو ظاہر ہے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

مروا کا جسد خاکی اس کے آبائی وطن اسکندریہ لایا گیا تو لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا جو اپنی بیٹی کو سپرد خاک کرنے آیا تھا۔ وہ جرمن حکومت اور مغربی میڈیا کی بے حسی پر سراپا احتجاج تھے۔ وہ اپنے حکمرانوں کے خاموشی پر بھی نالاں تھے کہ انھوں نے ابھی تک اس واقعہ کا سفارتی سطح پر نوٹس کیوں نہیں لیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ جرمن حکومت سے سرکاری طور پر احتجاج کیا جائے اور معذرت نہ کرنے اور لاتعلق رویہ اپنانے پر سفارتی تعلقات منقطع کیے جائیں۔ مصر سمیت تمام اسلامی دنیا نے اس واقعے پر چپ سادھ رکھی ہے البتہ ایران کے صدر، جو مغربی دنیا اور امریکہ کے دوہرے معیارات کو ہمیشہ سے ہدفِ تنقید بناتے آئے ہیں، نے اس المیے کا ذمہ دار جرمن حکومت، عدالت میں موجود جج اور دیگر ارکان کو ٹھہراتے ہوئے کہا ہے کہ اس قتل پر جرمنی اور مغربی ممالک کا رویہ غزہ کی پٹی پر معصوم فلسطینی عوام کے قتلِ عام پر روا رکھے جانے رویے سے ملتا جلتا ہے۔ انھوں نے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل سے کہا ہے کہ جرمنی پر پابندیاں عائد کی جائیں۔